© rasailojaraid.com

دارالافتاء

مولانا مفتی مختار اللہ حقانی
مفتی جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

غائبانہ نمازِ جنازہ کا شرعی حکم

محترم ومکرم مفتی صاحب۔ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک نوشہرہ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، مودبانہ گزارش ہے کہ آنجناب کو معلوم ہے کہ جناب عامر عبدالرحمٰن چیمہ شہیدؒ نے غازی علم الدین شہیدؒ کی تاریخ کو زندہ کرتے ہوئے توہین رسالتؐ کے مرتکب توہین آمیز کارٹون بنانے والے اس زہریلے شخص کو سبق سکھا کر کیفر کردار تک پہنچا دیا ہے۔ ناموس رسالت ﷺ پر مرمٹنے کا تاریخی کارنامہ سرانجام دیا ہے۔ جرمن انتظامیہ کے بے انتہاء ظلم وستم اور بے پناہ تشدد کی وجہ سے اِس غیور مجاہد نے شہادت کا پیالہ نوش فرمایا۔ پاکستان میں مختلف مقامات پر اظہار عقیدت اور بعض سیاسی جماعتوں نے اپنے سیاسی مقاصد کے حصول کے لئے مرحوم کی غائبانہ نماز جنازہ ادا کی۔ اخبار نے اس کو عنوان بنا کر باتصاویر شائع کیا۔ دریافت مسئلہ یہ ہے کہ اسلام اور فقہ حنفی میں اس نماز جنازہ کی کوئی حیثیت ہے یا نہیں؟ قرآن وسنت اور فقہ حنفی کی رو سے مفصل جواب عنایت فرمائیں۔ اس غائبانہ نماز جنازہ پڑھانے والوں میں بعض حنفی علماء کرام بھی ہیں؟

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب وباللہ التوفیق

اسلامی تعلیمات کی رو سے ایک مسلمان کے دوسرے مسلمانوں پر چند ایسے حقوق ہیں جن کی ادائیگی دوسرے مسلمانوں پر لازم ہے۔ ان حقوق میں سے ایک حق کسی مسلمان کے مرجانے کے بعد اس پر نماز جنازہ پڑھنا بھی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے۔ کہ مسلمان کے مسلمان پر پانچ حق ہیں۔ اس کی عیادت کرنا' اس کے نماز جنازہ میں شریک ہونا۔ اس کی دعوت کو قبول کرنا۔ گویا کسی مسلمان پر نماز جنازہ پڑھنا اس کے حقوق ہی میں داخل ہے۔

علماء احناف کثر اللہ سوادھم اور علماء مالکیہ کے ہاں نماز جنازہ میں میت کا امام کے سامنے حاضر اور موجود ہونا ضروری ہے' علامہ حصکفیؒ نے لکھا ہے وشرطها ایضاً حضوره (ووضعه) وكونه هو او اكثره (امام المصلى) وكونه للقبلة فلا تصح على غائب ومحمول على نحو دابة وموضوع خلفه الخ (الدر المختار علی صدر رد المحتار ۲۰۸/۲)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اور علامہ حسن الشرنبلالی لکھتے ہیں والرابع (حضورہ أو حضور اکثر بدنہ أو نصفہ مع رأسہ (مراقی الفلاح علی صدر طحطاوی ۲/۲۲۳) عمدۃ الفقہ میں لکھا ہے کہ میت کا وہاں موجود ہونا' پس غائبانہ نماز جنازہ درست نہیں ہے (بحوالہ فتاوی رحیمیہ ۷/۴۷) معلوم ہوا کہ نماز جنازہ کی صحت کیلئے میت کا امام کے سامنے ہونا ضروری ہے۔ اسلئے ان حضرات کے ہاں غائبانہ نماز جنازہ پڑھنا ناجائز ہے۔ دلیل یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں بیسوں صحابہ کرام اور خود آنحضرت ﷺ کی صاحبزادی سیدہ رقیہؓ کا جب انتقال ہوا تو رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ میں موجود نہ تھے۔ مگر اسکے باوجود آپ ﷺ نے ان کا غائبانہ نماز جنازہ نہیں پڑھایا۔ حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے سیدہ رقیہؓ کی بیماری کی وجہ سے حضرت عثمانؓ کو غزوہ بدر میں جانے سے روکا تھا اور پھر مال غنیمت میں اس کیلئے حصہ بھی مقرر فرمایا تھا لیکن جب سیدہ رقیہؓ انتقال کر گئیں تو رسول اللہ ﷺ نے اسکا غائبانہ نماز جنازہ نہیں پڑھا حالانکہ ان صحابہ کرام اور سیدہ رقیہؓ کے ساتھ تو آنحضرت ﷺ کی کوئی کدورت نہ تھی جسکی وجہ سے آنحضرت ﷺ نے ان پر نماز جنازہ غائبانہ نہ پڑھی ا، ر انکو اپنی رحمت سے محروم کر دیا۔ یقیناً یہ اس بات کی دلیل ہے کہ غائبانہ نماز جنازہ مشروع و جائز نہیں ہے ورنہ اس وقت ایسا کوئی خاص عذر مانع بھی نہ تھا جو رسول اللہ ﷺ کو ان پر غائبانہ نماز پڑھنے سے روکے۔ رسول اللہ ﷺ کی اپنی امت کیلئے شان یہ ہے کہ حریص علیکم بالمومنین رؤوف رحیم (الایۃ) اور یہ ممکن نہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنی شان رحمت کے منافی اور خلاف کوئی کام کریں' مگر رسول اللہ ﷺ کا قصداً ارادۃً بلا کسی عذر کے ان سب کی غائبانہ جنازہ نہ پڑھنا اور نماز جنازہ سے احتراز فرمانا اس بات کی صریح دلیل ہے کہ یہ امر مشروع نہیں۔

مولانا مفتی عبدالرحیم لاجپوریؒ نے لکھا ہے کہ جب بیر معونہ کا مشہور حادثہ پیش آیا تو ستر (۷۰) قراء صحابہ کو دشمنان اسلام نے دھوکہ سے اپنے ساتھ لے جا کر بڑی بیدردی سے سب کو شہید کر دیا۔ حضور ﷺ کو اس سے بہت ہی صدمہ ہوا۔ ایک مہینہ تک فجر کی نماز میں قنوتِ نازلہ پڑھی مگر ان کی غائبانہ نماز جنازہ نہیں پڑھی۔ غزوہ موتہ میں خود حضور ﷺ نے حضرت زید بن حارثہؓ 'جعفر بن ابی طالبؓ 'عبداللہ بن رواحہؓ کی شہادت کی خبر دی ان کے لئے دعا مغفرت کی مگر غائبانہ نماز نہیں پڑھی' اگر غائبانہ نماز جنازہ کا عام حکم ہوتا تو آپ ﷺ ہر ایک کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھتے اور آپ ﷺ کی اتباع کرتے ہوئے خلفائے راشدین اور دیگر صحابہؓ پڑھتے مگر اس کا صحیح طور پر ثبوت نہیں' لہذا اب کسی کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ غائبانہ نماز جنازہ پڑھے اگر پڑھے گا تو یہ خلاف سنت ہوگا۔ (فتاویٰ رحیمیہ ۷/۴۶)

"اسی طرح عمدہ الفقہ میں ہے۔ میت کا وہاں موجود ہونا......پس غائبانہ نماز جنازہ درست نہیں ہے۔ آنحضرت ﷺ نے نجاشی اصحمہ شاہ حبشہ کی نماز جنازہ غائبانہ پڑھائی ہے۔ یہ حضور ﷺ کی خصوصیات میں سے ہے کہ آپ ﷺ کے سامنے سے جنازہ کے درمیان کے پردے اللہ تعالیٰ نے ہٹا دیئے اور اس کا جنازہ آپ ﷺ کے سامنے کر دیا۔ دوسرے لوگ اس کو نہیں دیکھ رہے تھے تو آپ ﷺ کا امام ہو کر اس کی نماز جنازہ حاضر میت پر ہوا اور صحابہؓ کا آپ ﷺ کی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اقتداء کرنا اگرچہ وہ میت کو نہ دیکھ رہے ہوں جائز ہوا اس میں کوئی مانع نہیں اگر غیر موجود میت پر نماز جنازہ جائز ہوتی تو حضور علیہ ﷺ ان صحابہ کرامؓ کی نماز جنازہ غائبانہ ضرور پڑھتے جو کثیر تعداد میں آپ ﷺ سے دور فوت ہوئے اور دفن ہوئے۔ حالانکہ باوجود آپ ﷺ کے نماز جنازہ پر بہت حرص فرمانے کے اور باوجود حکم الٰہی کے ان صلوتک سکن لهم اور آپ ﷺ نے فرمایا لایموتن احد منکم الا اذنتمونی به فان صلوتی علیه رحمة له کسی کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھنا آپ ﷺ سے ثابت نہیں ہوا پس کسی کی نماز جنازہ غائبانہ پڑھنا درست نہیں ہے' اور جن لوگوں نے حدیث نماز جنازہ بادشاہ حبشہ نجاشی سے سند پکڑ کر اس کا رواج ڈالا ہے یہ غلط اور غیر مشروع ہے۔ (عمدۃ الفقہ بحوالہ فتاوی رحیمیہ ۷/۴۷) اور تقریباً یہی بات علامہ زیلعیؒ لکھتے ہیں: ویدل علی ذلک ان النبی ﷺ لم یصل علی غائب غیره وقدمات من الصحابة خلق کثیر وهم غائبون عنه وسمع بهم فلم یصل علیهم الا غائبا واحداً (نصب الرایۃ ۲/۲۹۱) اور اسی طرح علامہ عینیؒ نے بھی لکھا ہے' ملاحظہ ہو (عمدۃ القاری ۸/۱۷۲) اور شیخ الحدیث مولانا زکریاؒ نے لکھا ہے کہ ویدل علی هذا انه لم ینقل انه کان یصلی علی کل الغائبین غیره (اوجز المسالک ۲/۴۴۵)

اور یہی رائے احناف کے علاوہ اکثر علماء کی ہے کہ غائبانہ نماز جنازہ پڑھنا جائز نہیں' چنانچہ لامع الدراری میں ہے' وقالت الحنفیة والمالکیة لاتشرع ونسبه ابن عبد البر إلی اکثر العلماء وقال ابن رشد اکثر العلماء علی انه لایصلی الاعلی الحاضر ...... وقال الشیخ ابن القیم لم یکن من هدیه ﷺ الصلوٰة علی کل میت غائب فقد مات خلق کثیر من المسلمین وهم غیب فلم یصل علیهم (لامع داری ۲/۱۲۱) امام بخاریؒ کا بھی یہی مذہب ہے اور اسی کو راجح سمجھتے ہیں اسلئے کہ انہوں نے تو حدیث نجاشی کو ذکر کیا ہے' مگر آپؒ نے باب اس حدیث کے مطابق صلوۃ علی الغائب نہیں باندھا' اور امام بخاریؒ کا اصول یہ ہے کہ جب وہ حدیث شریف میں ذکر شدہ مسئلہ پر ترجمۃ الباب نہیں باندھے تو وہ اس مسئلہ کے ہاں راجح نہیں ہوتا۔ چنانچہ شیخ الحدیث مولانا زکریاؒ لکھتے ہیں فالا وجه عند هذا الضعیف ان الامام البخاری مال فی هذه المسئلة الی قول الحنفیة والمالکیة واشار بباب الصفوف علی الجنازة الی توجیهم المشهور ان الجنازة کانت مشاهدة ولذا لم یبوب بباب الصلوٰة علی الغائب مع وجود الحدیث عنده وقد تقدم فی الاصل الخامس والستین من اصول التراجم ان الامام البخاری قد لا یترجم علی مسئلة فی الحدیث لعدم رویة بذلک (لامع داری ۲/۱۲۲)

البتہ شوافع اور حنابلہ کے ہاں غائبانہ نماز جنازہ پڑھنا جائز بلکہ مسنون ہے۔ لیکن ان مذاہب کے بڑے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بڑے اہل علم وفتویٰ اور درجہ اجتہاد پر فائز حضرات بھی یہ جواز اطلاقی نہیں بلکہ ضرورت اور مقید بالشروط ہیں۔ مثلاً شیخ الاسلام ابن تیمیہ حنبلیؒ فرماتے ہیں کہ الصواب ان الغائب ان مات ببلد لم یصل علیه فیه صلی علیه صلوٰة الغائب کما صلی النبی ﷺ علی النجاشی لانه مات بین الکفار ولم یصل علیه وان صلی علیه حیث مات لم یصل علیه صلوٰة الغائب لان الفرض قد سقط بصلوٰة المسلمین علیه (بحوالہ اوجز المسالک ۲/۴۴۵) یعنی یہ غائبانہ نماز جنازہ اس وقت جائز ہے جب کوئی مسلمان دارالشرک میں فوت ہو چکا ہو۔ اور وہاں اس پر نماز جنازہ پڑھانے والا کوئی نہ ہو، ورنہ اگر اس پر نماز جنازہ پڑھا جا چکا ہو تو پھر اس پر غائبانہ نماز جنازہ جائز نہیں۔

شیخ الحدیثؒ نے لکھا ہے کہ اس مسئلہ کے بارے میں امام احمدؒ کے مذہبی اقوال میں مذکورہ بالا قول راجح اور صحیح ہے، والاقوال ثلثة فی مذهب احمد واصحها هذا التفصیل والمشهور عند اصحابه الصلوٰة علیه مطلقاً (اوجز المسالک ۲/۴۴۵) اسی طرح علامہ خطابیؒ غائبانہ نماز جنازہ کے جواز کی یہ شرط بیان کرتے ہیں کہ غائبانہ نماز جنازہ اس پر جائز ہے کہ جس جگہ میت کا انتقال ہوا ہو اور وہاں کوئی اس پر نماز جنازہ پڑھنے والا موجود نہ ہو۔ شافعیہ میں سے علامہ رویانیؒ نے بھی اس قول کو پسند کیا ہے۔ (درس ترمذی ۳/۲۹۹) اور اسی کو علامہ ابن رشد قرطبیؒ اور امام ابوداؤدؒ نے بھی اختیار کیا ہے۔ لامع میں ہے کہ واما اختاره شیخ الاسلام ابن تیمیة من التفصیل به جزم الخطابی والیه مال ابن رشد فی مقدماته والیه میل الامام ابی داؤد اذ ترجم علی حدیث الصلوٰة علی النجاشی بباب الصلوٰة علی المسلم یموت فی بلاد الشرک (لامع داری ۲/۱۲۲)

علامہ خطابیؒ ابن تیمیہؒ وغیرہ حضرات کے مذکورہ قول کی تائید مسند ابی داؤد طیالسی، سنن ابن ماجہ اور مسند احمد کے ذکر کردہ روایت سے ہوتی ہے کہ عن حذیفة بن اسیدؓ ان النبی ﷺ قال ان أخاکم مات بغیر أرضکم فقوموا فصلوا علیه اور ابن ماجہ کے الفاظ ہیں۔ عن حذیفة بن اسید أن النبی ﷺ خرج لهم فقال صلوا ها أخ لکم مات بغیر ارضکم قالوا من هو؟ قال النجاشی (اعلاء السنن ۸/۲۸۵) اور بعض حضرات کے ہاں جائز تو ہے مگر اسی دن یا اس کے قریب قریب وقت میں جس دن میت کا انتقال ہو چکا ہو۔ کما قال العینی واجازة بعضهم اذا کان فی یوم الموت او قریب منه (حاشیہ فیض الباری ۲/۴۷۰)

اور امام ابن حبانؒ فرماتے ہیں کہ غائبانہ نماز جنازہ کے جواز کی شرط یہ ہے کہ مصلی کی نسبت سے میت جانب قبلہ ہو لہذا اگر میت [illegible] کا علاقہ مصلی کی نسبت سے قبلہ کی جانب مخالف میں ہو تو غائبانہ نماز جائز نہ ہوگا۔ (درس

© rasailojaraid.com
© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ترمذی ۳/ ۲۹۹) اور شوافع میں علامہ ابن قطانؒ فرماتے ہیں کہ غائبانہ نماز جنازہ پڑھنا تو جائز ہے مگر اس سے فرض کفایہ ساقط نہیں ہوتا چنانچہ حافظ ابن حجرؒ لکھتے ہیں ماحکی عن ابن القطان أحد اصحاب الوجوہ من الشافعیة انه قال یجوز ذلک ولا یسقط الفرض (فتح الباری ۲/ ۱۴۷) مذہب شافعیؒ و احمدؒ کے ارباب علم کے اقوال سے معلوم ہوا کہ یہ جواز مطلق نہیں بلکہ ضرورت کے تحت ہے۔ اور ضرورت کے تحت جو امر ثابت ہو جائے اس کو متعدی نہیں کیا جا سکتا۔

جہاں تک ان ایک دو واقعات کا تعلق ہے جن سے غائبانہ نماز جنازہ کا ثبوت بظاہر ملتا ہے۔ وہ روایات درحقیقت معلول ہیں۔ اسلئے کہ جبکہ سنت مستمرة غائبانہ نماز جنازہ نہ پڑھنے کا ہے اور اصول یہ ہے کہ ایک دو جزئی واقعات کی وجہ سے سنت مستمرہ نہیں چھوڑی جا سکتی ہے اور خصوصاً جب ان واقعات کے وجوہ اور اسباب بھی معلوم نہ ہوں

کما قال العلامة انور شاه الکشمیریؒ و بالجملة لاتترک سنة فاشیة مستمرة لاجل الوقائع الجزئیة التی لم تنکشف وجوهها ولم قدر أسبا سبها (فیض الباری ۲/ ۴۷۰) لہذا جہاں تک ان دلائل کا تعلق ہے جن کو غائبانہ نماز جنازہ کے جواز میں پیش کیا جاتا ہے، تو ان کے جوابات درجہ ذیل ہیں۔

مجوزین حضرات کے دلائل: جو حضرات غائبانہ نماز جائز سمجھتے ہیں ان کی بنیادی دلیل یہ حدیث ہے کہ آنحضرت ﷺ نے حبشہ کے بادشاہ عبدالمسیح اصحمہ شاہ نجاشی پر غائبانہ نماز جنازہ پڑھایا تھا۔ عن ابی هریرة قال نعی النبی ﷺ الی اصحابه النجاشی ثم تقدم فصفوا خلفه فکبر اربعاً (صحیح بخاری ۱/ ۱۷۶) عن جابر بن عبد الله ان رسول الله ﷺ علی النجاشی فکنت فی الصف الثانی او الثالث (صحیح بخاری ۱/ ۱۷۶)

الجواب: لیکن اس روایت کے بہت سارے جوابات دئے گئے ہیں۔ اولاً تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حضرت نجاشیؓ کی خصوصیت تھی کہ آنحضرت ﷺ نے ان پر غائبانہ نماز جنازہ پڑھائی، اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے علاوہ کسی اور پر کبھی بھی غائبانہ نماز جنازہ نہیں پڑھائی۔ جیسا کہ علامہ ظفر احمد عثمانیؒ نے لکھا ہے۔

ومن الاعتذارات ایضاً ان ذلک خاص بالنجاشی لأنه لم یثبت انه ﷺ صلی علی غائب غیره. (اعلاء السنن ۸/ ۲۸۳) اور علامہ ابن عبدالبرؒ نے لکھا ہے کہ وقال الحنیفة والمالکیة لاتشرع و انهم قالوا ذلک خصوصیته و دلائل الخصوصیة واضحة (اوجز المسالک ۲/ ۴۴۵) اور علامہ خطابیؒ نے لکھا ہے کہ وقد ذهب بعض العلماء إلی کراهة الصلوٰة علی المیت الغائب زعموا أن النبی ﷺ کان مخصوصاً بهذا الفعل (عمدة القاری ۱۷/ ۱)

اور شیخ الحدیثؒ نے لکھا ہے و اجیب ایضاً بان ذلک خاص بالنجاشی لاشاعة انه مات مسلماً او استلاف قلوب الملوک الذی اسلموا فی حیاته (اوجز المسالک ۲/ ۴۴۵)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اور علامہ بدرالدین العینیؒ لکھتے ہیں: وقع في كلام ابن بطال تخصيص ذلك بالنجاشي فقال بدليل إطباق الأمة على ترك العمل بهذا الحديث قال ولم اجد لأحد من العلماء اجازة الصلاة على الغائب الا ماذكره ابن زيد عن عبدالعزيز بن أبي سلمة فانه قال اذا استوذن انه غرق اوقتل او أكله السباع ولم يوجد منه شئي صلى عليه كما فعله بالنجاشي وبه قال ابن حبيب وقال ابن عبدالبر اكثر اهل العلم يقولون ان ذلك مخصوص به (حاشیہ فیض الباری ۲/۴۷۰)

(۲) دوسرا جواب یہ ہے کہ یہ جنازہ غائبانہ نہ تھا بلکہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے سے تمام حجابات ہٹائے گئے تھے اور پھر آنحضرت ﷺ نے نجاشی پر نماز پڑھائی۔ چنانچہ علامہ الواحدیؒ بلا اسناد حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے نقل کرتے ہیں۔ قال كشف للنبي ﷺ سرير النجاشي حتى راه وصلى عليه اور علامہ ابن حبانؒ عمران بن حصینؓ سے روایت کرتے ہیں عن عمران بن حصين فقاموا وصفوا خلفه وهم لايظنون الاأن جنازة بين يديه ۔ اور ابوعوانہ سے منقول ہے عن عمران بن حصينؓ فصلينا خلفه ونحن لانرى الاان الجنازة قدامنا اس معلوم ہوا کہ نجاشی پر جنازہ پڑھاتے وقت نجاشی کی نعش آنحضرت ﷺ کے سامنے تھا اور جواز نماز کے لئے اتنا ہی کافی ہے۔

<u>اعتراض:</u> البتہ اس جواب پر یہ اعتراض ہوسکتا ہے کہ مجمع بن جاریہؓ فرماتے ہیں قصففنا خلفه صفين ومانرى شيئاً (فتح الباری ۳/۱۸۹) کہ ہم آپ ﷺ کی اقتداء میں دو صف بنائی اور ہم نے کچھ نہیں دیکھا تو عمران بن حصینؓ کیسے کہتے ہیں کہ جنازہ آنحضرت ﷺ کے سامنے تھا۔ لیکن اس کا جواب یہ ہے ممکن ہے کہ یہ نجاشیؒ کے جنازے سے یہ حجابات بعض حضرات کے حق میں تو اٹھائے گئے ہوں تو ممکن ہے کہ حضرت مجمعؓ ان حضرات میں سے ہو جن کے حق میں حجابات باقی ہوں (کمافی عمدۃ القاری) اور علامہ عثمانیؒ نے بھی یہی لکھا ہے والتوفيق كما افاده الشيخ بانها كشفت لبعض دون بعض (اعلاء السنن ۸/۲۸۳)

اور دوسرا جواب یہ ہے کہ مانرى شيئاً کا تعلق مقتدیوں سے ہے کہ ہم مقتدیوں کو کچھ دکھائی نہیں دے رہا تھا اس میں آنحضرت ﷺ کی نفی نہیں۔ اور جواز صلوٰۃ جنازہ کیلئے اتنا بھی کافی ہے کہ میت امام کو نظر آئے۔ چنانچہ حافظ ابن حجرؒ لکھتے ہیں لكن أجاب بعض الحنفية عن ذلك بماتقدم من أنه يصير كالميت الذى يصلى عليه الامام وهويرا ولايراه المأمون فانه جائز اتفاقاً (فتح الباری ۲/۱۴۷)

(۳) تیسرا جواب یہ ہے کہ آپ ﷺ نے مجبوراً اور ضرورت کے تحت اس کا جنازہ پڑھایا تھا اسلئے کہ آپؐ ایسی جگہ پر تھے کہ وہاں اس پر نماز جنازہ پڑھانے والا موجود نہیں تھا۔ قوم اس کے آخر تک اپنا ایمان بھی چھپائے رکھا تھا تو

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اس مجبوری کی وجہ سے آنحضرت علیہ السلام نے اس پر نماز پڑھی ہے تاکہ اس کے ایمان کی اشاعت ہو جائے۔

کما قال العینیؒ و جواب أخر أنه من باب الضرورة لأنه مات بأرض لم يقم فيها عليه فريضة الصلوة فتيعن فرض الصلوة لعدام من يصلي عليه ثم (شرح ابي دائود ۱۵۲/۶) اور عمدۃ القاری میں مزید لکھتے ہیں: وقال الخطابي النجاشي رجل مسلم قد امن برسول الله صلى الله عليه وسلم وصدقه على نبوته الا انه كان يكتم ايمانه الخ (عمدۃ القاری ۱۷۲/۸)

چوتھا جواب: اور ایک جواب یہ بھی ہے نجاشی پر جنازہ سے مراد صلوٰۃ حقیقی نہیں بلکہ دعا ہے کما قال الحصكفي وصلاة النبي صلى الله عليه وسلم على النجاشي لغوية قال ابن عابدين قوله لغوية اي الدعا (ردالمحتار ۲۱۹/۲) اور علامہ عینیؒ نے مصنف کے حوالہ سے حضرت حسنؒ بصری کا قول نقل کیا ہے۔ وفي المصنف عن الحسن انما دعاله ولم يصل وعلى هذه افلا اشكال ولا جواب (اوجز المسالک ۴۴۶/۲)

دوسرا استدلال: مجوزین حضرات کا دوسرا استدلال یہ ہے کہ رسول اللہ علیہ السلام نے حضرت معاویہ بن معاویہ المزنیؓ پر غائبانہ نماز جنازہ پڑھایا ہے چنانچہ علامہ عینیؒ لکھتے ہیں۔ روى الطبراني في معجمة الاوسط و كتاب (مسند الشاميين) من حديث أبي امامة قال كنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم بتبوك فنزل جبريلؑ فقال يارسول الله ان معاوية بن معاوية المزني بالمدينة أتحب ان تصلي عليه

الجواب (۱) مگر اس روایت سے استدلال کرنا بھی صحیح نہیں اس لئے اس روایت کی سند میں علاء بن زیاد ہے اور اس کے بارے میں علی بن مدینیؒ فرماتے ہیں یہ راوی احادیث وضع کیا کرتا تھا' شیخ الحدیث مولانا زکریاؒ نے لکھا ہے ولكن لايصح فان في الاسناد العلاء بن زياد ويقال يزيد قال علي بن المديني انه يضع الحديث. قال النوويؒ في الخلاصة والعلاء هذا ابن زيد ويقال ابن يزيد اتفقوا على ضعفه قال البخاري وابن عدى وابو حاتم هو منكر الحديث (شرح ابی داؤد للعینی ۵۳/۶)(اوجز المسالک ۴۴۵/۲)

دوسرا جواب یہ ہے کہ آنحضرت علیہ السلام اگرچہ معاویہ بن معاویہ المزنی کی نماز جنازہ پڑھائی ہے لیکن حضرت معاویہؓ کا جنازہ آپ علیہ السلام کے سامنے تھا اور وہ تمام حجابات ختم ہو چکے تھے جو آپ علیہ السلام اور حضرت معاویہؓ کے درمیان تھے چنانچہ علامہ عینیؒ نے لکھا روى حديث الطبراني في معجمة الاوسط وكتاب الشاميين من حديث أبي امامة قال كنا مع رسول الله بتبوك فنزل جبريلؑ فقال يارسول الله ان معاوية بن معاوية المزني مات بالمدينة أتحب ان تطوى لك الارض

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

فتصلى عليه ؟ قال نعم فضرب بجناحه على الارض ورفع له سريره فصلى عليه وخلفه صفان من الملائكة في كل صف سبعون الف ملك ثم رجع (عمدۃ القاری ۱۷۳/۸) اور الاصابہ میں حافظ ابن حجرؒ نے طبرانی، ابن مندہ اور بیہقی وغیرہ کے حوالہ سے نقل کیا ہے۔

عن أنس بن مالك قال نزل جبرئيل على النبی ﷺ فقال يا محمد مات معاوية بن معاوية المزني اتحب أن تصلى عليه قال نعم فضرب بجناحيه فلم يبقى أكمة ولا شجرة الاتضعضعت فرفع سريره حتى نظر إليه فصلى عليه وخلفه صفان من الملائكة كل صف سبعون الف ملك (الاصابۃ)

اور ایک اور روایت میں فوضع جبرئيل جناحه الايمن على الجبال فتواضعت حتى نظرنا الى المدينة (اعلاء السنن ۲۸۴/) بلکہ ایک اور روایت میں ہے قال جبرئيل فهل لك ان تصلى عليه فأقبض لك الارض قال نعم فصلى عليه (اعلاء السنن ۲۸۴/)

ان روایات سے معلوم ہوا کہ حضرت معاویہ بن معاویہ المزنیؓ کا جنازہ آپ ﷺ کے سامنے تھا اور جنازہ کے جواز کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ جنازہ امام کے سامنے ہو مقتدی جنازہ دیکھے یا نہ دیکھے، مقتدیوں کا دیکھنا ضروری نہیں: کماقال ابن عابدینؒ حتى صلى عليه الصلوة والسلام بحضرته فتكون صلوٰة من خلفه على ميت يراه الامام وبحضرته دون الماموميين وهذا غير مانع من الاقتداء (ردالمحتار ۲۰۹/۲) اور شیخ الحدیثؒ نے لکھا ہے فتكون صلوٰته كصلوٰة الامام على ميت رأه ولم يره المامون ولاخلاف في جوازها (اوجز المسالک ۴۴۵/۲)

<u>تیسرا جواب</u> یہ ہے کہ یہ حضرت معاویہؓ المزنی کی خصوصیت ہے اور یہی وجہ ہے کہ حضور ﷺ نے جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا یا جبرائيل بم نال معاوية هذه المنزلة ؟ قال يحب قل هو الله احد وقرأته ايا ها جائيا وذاهبا وقائماً وقاعداً وعلى كل حال (اعلاء السنن ۲۸۴/)

اور یہ روایت جو مجوزین حضرات پیش کرتے ہیں بذات خود حضرت معاویہؓ کی خصوصیت پر دال ہے اس لئے کہ اگر غائبانہ نماز جنازہ مشروع ہوتو پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام کے سوال اتحب أن تصلى عليه ؟ وضربه بجناحيه بعد قول نعم کا کیا مطلب۔ اس کا ظاہر مطلب یہ ہے کہ یہ حدیث حضرت معاویہؓ کی خصوصیت ہے اس لئے یہ روایت ہمارے لئے حجت ہے۔ ہمارے اوپر نہیں (اعلاء السنن ۲۸۴/)

اب اس پوری تفصیل سے وضاحت کے ساتھ معلوم ہوا ہوگا کہ غائبانہ نماز جنازہ جائز نہیں، جو ایک دو واقعات دور نبوی ﷺ میں رونما ہو چکے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے غائبانہ نماز جنازہ پڑھی ہے، اولاً تو چونکہ وہ جزئی واقعات ہیں اس لئے وہ کلی حکم کے لئے مستدل نہیں بن سکتے اگر ایسا ہو سکتا تو پھر ایک آدمی کی گواہی بھی جائز ہونی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

چاہیے اس لئے کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت حزیمہؓ کے اکیلے گواہی کو حل مقدمہ میں دلیل اور حجت سمجھ کر قبول فرمایا تھا۔ لیکن ان کے علاوہ مقدمہ میں صرف ایک آدمی کی گواہی مقبول نہیں ہوگی' اور نہ ایک آدمی کی گواہی پر دعویٰ ثابت ہوسکتا ہے' تو جس طرح حضرت حزیمہؓ کی ایک فرد کی گواہی دو کے قائم مقام ہے اور یہ اس کی خصوصیت ہے اور یہ حکم دوسروں کی طرف متعدی نہیں ہوسکتا تو اسی طرح غائبانہ جنازہ بھی ان دو حضرات کی خصوصیت ہے اس لئے ان واقعات سے کلی حکم کے لئے استدلال درست نہیں۔ ثانیاً درحقیقت یہ دونوں نماز جنازہ غائبانہ نہ تھے اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ اور میت کے درمیان حائل تمام حجابات ہٹا دیئے تھے۔ جیسا کہ آنحضرت ﷺ سے جب مکہ مکرمہ میں کفار مکہ نے بیت المقدس کے بارے میں دریافت کیا تو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ اور بیت المقدس کے درمیان تمام حجابات ہٹا دیئے اور بیت المقدس کو آپ ﷺ کے سامنے کر دیا اور آپ اس کو دیکھ کر کفار کے تمام سوالات کے جوابات دیتے رہے' تو اسی طرح یہاں بھی ہوا کہ میتوں کو آپ ﷺ کے سامنے کر دیا گیا' اور آپ ﷺ نے ان پر نماز جنازہ ادا فرمائی جس پر ذکر شدہ روایات دال ہیں اور نماز جنازہ کی صحت کے لئے اتنا ہی کافی ہے مقتدیوں کو جنازہ نظر آنا ضروری نہیں اس لئے یہ حقیقتاً غائبانہ نماز جنازہ نہیں تھے۔

ثالثاً اگر غائبانہ نماز جنازہ ہو بھی تب بھی آنحضرت ﷺ نے عذر کی وجہ سے ایسا کیا اس لئے کہ حبشہ میں اس پر نماز جنازہ پڑھانے والا کوئی نہ تھا۔ اس نے اپنا ایمان بھی ظاہر نہیں کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کے ایمان کی اشاعت اور فرض کفایہ کی تکمیل کے لئے نماز جنازہ پڑھائی تو اس ضرورت کے تحت کیے گئے عمل کو کلی حکم کے لئے مستدل نہیں بنایا جاسکتا اس لئے کہ الضرورۃ تتقدر بقدر الضرورۃ اور یہاں پر یہ ضرورت بھی نہیں اس لئے کہ شہید عامر عبدالرحمٰن چیمہ صاحبؒ کا جنازہ اس کے آبائی گاؤں میں پڑھایا جاچکا ہے۔ اور وہ فریضہ ادا ہوچکا ہے' اس لئے اب اس کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھنے کی ضرورت ہی نہیں رہی۔ بعض لوگ اس کو ایصال ثواب سمجھتے ہیں مگر یہ نظریہ بھی صحیح نہیں اس لئے کہ ایصال ثواب کیلئے اور بھی بہت سارے اعمال موجود ہیں' لہٰذا جو ایصال ثواب کتاب وسنت سے ثابت ہے اس کو اختیار کیا جائے۔ غائبانہ نماز جنازہ کتاب وسنت سے ایصال ثواب کیلئے مشروع نہیں ہے بلکہ جو حضرات اسکے جواز کے قائل ہیں ان کیلئے یہ ایک مسنون عمل ہے صرف ایصال ثواب کے لئے نہیں جس کی وضاحت جواب میں مذکورہ ہوا ہے۔ اور اگر اس سے سیاسی مقاصد کا حصول یا عوام الناس کی توجہ حاصل کرنا ہو تو اس کیلئے بھی بہت سارے ذرائع اور اسباب ہیں جن کو اختیار کرتے ہوئے سیاسی مقاصد اور عوام کی توجہ حاصل کی جاسکتی ہے کسی غیر ثابت شدہ اور غیر مشروع عمل کو لوگوں میں مشہور کر کے شہرت حاصل کرنا اور اختلاف اور بے جا گفتہ وشنید کا دروازہ کھولنا اہل علم کو زیب نہیں دیتا۔ اور یہ بات کسی بھی صاحب علم پر مخفی نہیں کہ بلا ضرورت دوسرے مذہب کے قول پر عمل تو کجا اپنے مذہب کے اندر مرجوح قول پر عمل کرنا اس پر فتویٰ دینا ناجائز اور خرق للاجماع ہے اسلئے اس طرح کے اعمال سے پرہیز کیا جائے۔

© rasailojaraid.com